مولانا حیدر علی ٹونکی [1]

از جناب مولانا حکیم محمد عمران خاں ٹونکی۔ سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک

مولانا حکیم سید حیدر علی رامپوری، ٹونکی ابن مولوی عنایت علی بخاری دہلوی، آپ شیخ جلال بن حسین بن محمد حسینی بخاری کی اولاد میں سے ہیں۔ "نزھۃ الخواطر" کے بیان کے مطابق آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی اور صغر سنی میں رامپور منتقل ہو گئے۔ سعیدیہ لائبریری ٹونک کی فہرست قدیم مرتبہ مولوی محمود حسن خاں صاحب صاحب معجم المصنفین سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والد مولوی سید عنایت علی نے دہلی سے آکر رامپور کے کسی گاؤں میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ وہیں ۱۱۹۲ھ میں مولانا حیدر علی پیدا ہوئے اور رامپور میں تربیت پائی۔ والعلم عند اللہ۔

مولانا ابو الحسن علی ندوی "سیرت سید احمد شہید" میں لکھتے ہیں کہ مولانا:۔

> "نحو و عربیت میں سید غلام جیلانی رفعت (المتوفی ۱۲۳۲ھ) اور مولانا عبدالرحمٰن قہستانی (المتوفی ۱۲۳۲ھ) اور شیخ رستم علی رامپوری (المتوفی ۱۲۴۰ھ) کے شاگرد تھے۔ لکھنؤ میں ملا مبین سے ایک عرصہ تک پڑھتے رہے۔ پھر دہلی جا کر شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے استفادہ کیا اور حکیم شریف خاں سے طب پڑھی۔ حضرت سید صاحبؒ سے طریقت کی تعلیم حاصل کی، ذکاوت

---

[1] یہ مضمون "تذکرہ علماء ٹونک" میں سے شائع کیا جا رہا ہے جو کچھ مدت سے زیر ترتیب ہے، دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ جلد اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ حضرات جن کے اجداد کبھی بھی ٹونک سے متعلق رہے ہیں، براہ راست رابطہ پیدا کرکے معلومات بہم پہونچائیں ان کے تعاون کی ضرورت ہے ——— عمران عفی عنہ

سرعتِ ادراک، جامعیتِ معقول و منقول، کتاب و سنت و اختلافِ ائمہ سے واقفیت، تبحرِ علمی میں سرآمدِ روزگار اور علومِ حکمیہ میں بحرِ ذخار تھے ۔

نواب صدیق حسن خان ابجد العلوم میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وکان فاضلاً جلیلاً جمع علم الطب الی سائر علومہ	آپ بڑے فاضل، علمِ طب اور دوسرے تمام علوم کے جامع انسان تھے۔
کان بارعاً فی علم الطب ولہ ید طولیٰ فی ذالک	علمِ طب میں بڑا تفوق حاصل تھا اور اس فن میں بڑا ماہر تھا۔
کان یدرس ویطبب وینفع الناس	درس دیا کرتے تھے، طبی خدمات انجام دیتے اور لوگوں کو نفع پہنچایا کرتے تھے۔
انہ کان قصیر القامۃ نحیف البدن	آپ پست قامت اور نحیف بدن تھے۔

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی بروایت سید شرف الدین ٹونکی استاذ فارسی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی "تراجم علماء حدیث" میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"مولانا غلام جیلانی نے خود پڑھا کر آپ کو شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی خدمت میں بھیجا، جہاں سیدنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید کے ہمراہ پڑھا۔ شاہ عبد العزیز صاحب فرمایا کرتے۔ میرے ان تین شاگردوں میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ خصوصیت رکھتا ہے۔ اسمٰعیل کو اللہ نے دین کے لئے پیدا کیا۔ عبد الرحیم صفی پوری کو دنیا کے لئے اور حیدر علی کو دین اور دنیا دونوں کے لئے پیدا کیا۔"

مولانا کی شادی، اُن کے استاد مولوی غلام جیلانی رفعت کی دختر سے ہوئی تھی، اس لئے مولانا محلہ راج دوارہ ہی میں رہا کرتے تھے اور عمر تک رامپور رہے، اس لئے رامپوری ہی مشہور ہو گئے۔

[illegible] میں آپ نے کلکتہ کا سفر کیا۔ مولوی عمران بن ملا غفران رامپوری المتوفی [illegible] ہمراہ تھے۔ کلکتہ میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ وہاں بھی درس و تدریس میں مشغول رہے، طلباء کا ہجوم رہا کرتا تھا۔[1]

---

[1] تذکرہ کاملانِ رامپور۔

سنہ ۱۲۵۲ھ میں مولانا بعہدِ نواب احمد علی خاں والیِ رامپور، بطلبِ نواب وزیر الدولہ والیِ ٹونک، رامپور سے ٹونک تشریف لائے اور عزت دینی و دُنیوی حاصل کی۔ نواب صاحب نے پوری قدردانی اور جوہر شناسی کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ خود نواب صاحب آپ کے شاگرد ہوئے۔ اور مولانا کو اپنا مصاحبِ خاص مقرر فرمایا۔ مزید برآں سنہ ۱۲۶۰ھ میں آپ کو مدار المہام ریاست (دیوانِ کل ملک ومال) مقرر فرمایا۔ دو سال تک یہ خدمت بھی آپ نے بحسن وخوبی انجام دی، سنہ ۱۲۶۲ھ میں آپ نے اپنی خوشی سے اس خدمت سے سبکدوشی حاصل کر کے منشی ظہور علی عباسی کو یہ خدمت سپرد کر دی[۱] ریاست کی طرف سے آپ کو اس خیر خواہی وکارگزاری کے سلسلہ میں خلعتِ فاخرہ عطا ہوا اور فیل وپالکی سواری کے لئے دیئے گئے۔[۲]

دیوان شمس الدین صاحب نے "واقعاتِ ہفتدہ سالہ امیر وبست سالہ وزیر" میں بزمرۂ علماء، اطباء واستادانِ فنِ سپاہگری وپٹہ بنوٹ، آپ کے نام کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے:-

"جامع فضائلِ صوری ومعنوی، مجمع شرائفِ ایمانی وانسانی، عالم باعمل وفاضلِ بے بدل، ماہرِ علومِ معقول ومنقول وواقف فروع واصول مولانا السید حیدر علی کہ استادِ علوم نواب ممدوح (نواب وزیر الدولہ) است وذاتش در بزرگی علوم ودانش آنچنان است کہ ارسطوئے زمانش گویند بجا است واگر افلاطون دہرش لقب کنند سزا"

بزمرۂ اطباء لکھتے ہیں:-

امراض مزمنہ پیش انفاس شفا اساسش معدوم ومفقود اند وبیماریہائے دماغ از نسخہ بصر یہ قلم تحریر نسخہ اش گریزان تراز شبہائے دجیٰ از نور شمس ضحیٰ۔

آپ کے اعزہ کے لئے لکھتے ہیں:-

"پسر[۳] سرا پا خرد وبرادر زادہا[۴] وہمشیرہ زادہا[۵] ہمہ علماء فحول وبادین وتقویٰ وذوی العقول اند"

۱؎ تاریخ ٹونک مؤلفہ آبرو۔ ۲؎ محامد علیہ مؤلفہ مولوی سید احمد علی سیماب برادر زادہ مولانا ممدوح، مخطوطہ۔
۳؎ سید زکریا۔ ۴؎ سید احمد علی سیماب المتوفی ۱۳۱۶ھ۔ ۵؎ حکیم سید سعید احمد المتوفی ۱۳۳۲ھ وغیرہ

قیامِ ٹونک کے زمانہ میں خدماتِ مفوضہ کے علاوہ درس و تدریس اور مطب کا سلسلہ برابر جاری رہا، ٹونک کہنہ کے مالپورہ دروازہ پر آپ کی مسجد آج تک "مولانا صاحب کی مسجد" کے نام سے مشہور ہے جو اس علاقہ کی آبادی کے لئے مسجدِ جامع بھی ہے۔ اس مسجد میں بیٹھ کر آپ درس دیا کرتے تھے، مسجد سے متصل جانبِ شمال مختار الدولہ محمود خان کا باغیچہ اور جانبِ جنوب گورستان ہے۔ یہ گورستان بھی مولانا کی طرف منسوب ہے، اور اسی میں آپ بھی مدفون ہیں، مسجد کے قریب، فصیلِ شہر سے متصل اندرونی جانب آپ کے مکانات ہیں جو بحمد اللہ اب تک آباد ہیں۔

حلقۂ شاگرداں مولانا نے چونکہ اپنی عمر کا اکثر حصہ درس و تدریس میں گذارا، اس لئے آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بیشمار ہے۔ مشاہیرِ وقت کو آپ سے تلمذ حاصل تھا۔

مولوی ابویحییٰ امام خاں نوشہروی نے حسبِ ذیل اصحاب کو آپ کا شاگرد لکھا ہے:

مولوی امام الدین کشمیری ٹونکی، مولوی احمد علی سیماب ٹونکی (برادر زادہ) نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال مولوی برہان الدین ٹونکی، مولوی بزرگ علی مارہروی، سید عبدالرزاق (شوہر سیدہ سعادت بی دختر صاحبِ ترجمہ) مولوی انعام اللہ بریلوی (شوہر سیدہ سکینہ دختر مولانا ممدوح) اور ان کے صاحبزادے سید حمید الدین۔

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے نزہۃ الخواطر میں مندرجہ ذیل اصحاب کو بھی آپ کا شاگرد لکھا ہے۔

مولانا ابراہیم بن معین اللہ النگرہنسوی، مولوی احمد علی چڑیا کوٹی، قاضی اوحد الدین بلگرامی صاحبِ نفائس اللغات، مولوی عمران رامپوری، مفتی غیاث احمد کاکوروی، قاضی ہدایت علی گیلانوی، قاضی عنایت رسول چڑیاکوٹی، شیخ احمد بن محمد الشروانی جنھوں نے کلکتہ میں آپ سے شرح شمسیہ، منطق میں اور شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث میں پڑھی۔

حافظ احمد علی خان شوق نے تذکرہ کاملان رامپور میں مولوی عبدالعلی خان رامپوری ریاضی داں اور مولوی غلام ناصر خاں ساکن محلہ رنج دارہ رامپور کو بھی آپ کا شاگرد لکھا ہے۔ مولوی عبدالکریم ٹونکی خوشنویس اور مولوی محمد حسن خاں ٹونکی عسکری بھی آپ کے شاگرد تھے۔

وفات رامپور سے ٹونک منتقل ہوجانے کے بعد مولانا نے یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی، اس لئے عمر

باقی حصہ آپ نے ٹونک میں گذارا اور یہیں ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ روز دوشنبہ کو بعد زوال آپ کا انتقال ہوا۔ اپنی مسجد سے متصل جنوبی گورستان میں دفن کئے گئے۔ مولوی محمد علی صدر پوری ٹونکی نے' جو محمد تخلص فرمایا کرتے تھے آپ کی وفات پر دو قطعے لکھے۔ یہ قطعات کتب خانہ ٹونک کے ایک مخطوطہ "مجموعہ قطعات ولادت و وفات" سے ذیل میں نقل کئے جا رہے ہیں:

قطعہ اُولیٰ

سولھویں تاریخ تھی ذالحجہ کی پیر کا دن دوپہر تھی کچھ ڈھلی
کثرتِ آہ و فغاں سے ہو بہو حشر برپا ٹونک میں تھا ہر گلی
ایک سے پوچھا محمد نے یہ حال کیوں یہ ہے ہر ایک دل کو بیکلی
با دلِ پُر درد و غم اس بیت کو وہ لگا پڑھنے بآوازِ جلی
آج اس دُنیا سے جنت کو گئے
سیدِ دین مولوی حیدر علی
سنہ ۱۲۷۲ھ

قطعہ ثانیہ

پیشوائے قوافلِ ابرار مقتدائے محافلِ اخیار
افتخارِ مجامعِ علمائے درمیانِ ممالک و امصار
ماحیِ شرک و قامعِ بدعت یعنی حیدر علی خجستہ شعار
ماہ ذی الحجہ کی سولھویں تاریخ پیر کا روز بیشک و انکار
باغِ جنت کو لے گئے تشریف چھوڑ کر یہ نشیمنِ پُرخار
چھپتے ہی اُس مہِ ہدایت کے گویا عالم میں چھا گئی شبِ تار
جو تھے وہاں اہلِ سنت و توحید رو رہے تھے یہ کہہ کے زار و نزار
کہ صد افسوس بل ہزار افسوس دینِ احمد کا اُٹھ گیا سردار

اب نہیں کوئی روکنے والا ہو گئے اپنے آپ سب مختار
اہلِ بدعت کریں گے عیش و طرب ہوں گے خوش مشرکانِ ناہنجار
محفلِ عرس و مجلسِ مولد اب کریں گے یہ بدعتی اشرار
گھر سے سب بجائیں گے ہُو حق حال لائیں گے سُن کے ڈھول ستار
تیجا' دسواں' چہلم و برسی سب کریں گے روا یہ بدکردار
گاتے سید کی شیخ کا بکرا کھانا جائز بتائیں گے یہ حمار
بس اسی طور کر رہے تھے بیان نوحہ شیون نہ تھا مگر زنہار
آنکھ سے ہر کسی کے تا دامن اشک ریزی کا بندھ رہا تھا تار
تب محمد نے وہاں یہ بیت پڑھی سامنے اُن سبھوں کے بادلِ زار

بند ہوتے ہی دیدۂ حیدر
اہلِ بدعت کا کھُل گیا بازار

"حدیقہ راجستھان ٹونک" معروف بہ تاریخ ٹونک مصنفہ سید اصغر علی آبرو میں آپ کی وفات کے ذکر کے ساتھ ذیل کے تین مصرعے بھی درج ہیں جن سے مولانا کا سنہ وفات برآمد ہوتا ہے:

(۱) "بخلدِ بریں شد محبِ ودود"
(۲) "رفت زیں عالم سوئے دارِ بقا"
(۳) "جنتِ فردوس گردد مسکن و ماوائی او"۔

صاحب نزہۃ الخواطر نے آپ کا سنہ وفات سنہ ۱۲۷۳ھ لکھا ہے۔ یہ سن درست نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے کہ مذکورہ قطعات کے علاوہ "محامد علیہ" (تاریخ ٹونک) مصنفہ مولوی سید احمد علی سیماب برادر زادہ مولانا موصوف اور تاریخ ٹونک مصنفہ آبرو میں بھی آپ کی تاریخ وفات سنہ ۱۲۷۲ھ لکھی ہے ——— صاحب نزہۃ الخواطر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ستر سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اگر صاحب معجم المصنفین کا تحریر کردہ سنہ پیدائش سنہ ۱۱۹۲ھ صحیح ہے تو وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال کی ہوگی۔

اولاد | افسوس آپ کی نرینہ اولاد کا سلسلہ نہ چل سکا۔ آپ کے دو بیٹے سید یحییٰ اور سید ذکریا تھے۔ سید یحییٰ ۱۸ سال کی عمر میں نوجوان لاولد فوت ہو گئے۔ سید ذکریا عابد و زاہد اور علم و فضل کے مالک تھے، لیکن ان کی عمر نے بھی وفا نہیں کی اور زمانۂ شباب ہی میں انتقال ہو گیا۔ اُن کی اولاد میں ایک پسر محمد یوسف لاولد فوت ہو گئے تھے، آمنہ بی اور حمدی بی دو دختران تھیں، ان سے اولاد کا سلسلہ جاری رہا۔

مولانا حیدر علی صاحب کے تین دختران تھیں۔ سعادت بی طیبہ زوجہ سید عبدالرزاق رامپوری، سکینہ بی زوجہ مولوی انعام اللہ بریلوی اور نجیبہ بی (حافظہ قرآن) زوجۂ سید عبدالرحمٰن، ہمشیر زادہ سید احمد شہیدؒ۔ ہر سہ دختران سے نسب کا سلسلہ جاری رہا۔ "تراجم علماء اہلِ حدیث" میں آپ کا شجرہ بھی نقل کیا ہے۔

مولانا نے اپنے برادرِ حقیقی مولوی محمد علی رامپوری، خلیفہ سید احمد شہیدؒ کی اولاد کو بھی ہمیشہ اپنی اولاد سمجھا اور اُن کی بہتر تربیت کی۔ چنانچہ سید احمد علی سیماب نے آپ ہی کی نگرانی میں تربیت پائی۔ حضرت بسمل سعیدی ٹونکی (سعیدی) اور ان کے بھائی حکیم سید یحییٰ میاں، سید احمد علی سیماب ہی کے پوتے ہیں۔ اور ان ہی حضرات کی وجہ سے مولانا ممدوح کے مکانات اب تک آباد ہیں۔

تصانیف | مولوی احمد علی سیماب نے "محامد علیہ" میں لکھا ہے کہ آپ نے اگرچہ کوئی متن یا شرح کسی خاص فن میں نہیں لکھی لیکن رسائل کثیرہ تصنیف فرمائے ہیں جو رشد و ہدایت پر مشتمل ہیں۔ افسوس یہ رسائل بھی نہیں ملتے۔ آپ کی تصانیف میں مندرجہ ذیل رسائل اب تک علم میں آسکے ہیں:۔

(۱) رسالہ اثبات رفع الیدین فی المواضع الاربعہ من المعقود۔ فارسی۔ یہ رسالہ آپ نے مولوی سید محبوب علی دہلوی کے ایک فارسی رسالہ کے رد میں لکھا ہے۔ اس رسالہ کے سلسلہ میں مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں:

"مولوی محبوب علی صاحب بھی جہاد کوہستان میں حضرت الامیر السید احمد کے ہمراہ شریکِ جہاد تھے مگر بعض اختلافات کے بہانہ سے عین محاذ سے لوٹ آئے اور دہلی آکر حضرات مجاہدین کے جملہ اختصاصات کے خلاف مورچہ قائم کر دیا۔ حتیٰ کہ جب غازیوں کے منتشر ہو جانے سے جماعت کا شیرازہ بکھر گیا تو یہ بزرگوار یعنی سید محبوب علی ان کے اتباع کے مسلک لزوم بالسنۃ کی مخالفت پر اُتر آئے۔ چنانچہ سید حیدر علی کا رسالہ اثبات رفع الیدین، مولوی محبوب علی صاحب کے انہی مخالفات کے جواب میں ہے"

(۲) صیانۃ الناس عن وسوسۃ الخناس۔ اُردو۔ یہ رسالہ آپ نے مولوی فضل رسول بدایونی کے تحریر کردہ مختصر کی تردید میں لکھا ہے۔ مولوی فضل رسول نے تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ پر اعتراضات کئے تھے، اس رسالہ میں انہی کی تردید ہے۔ معترض کی عبارتیں "موسوس کا قول" سے تعبیر کرکے نقل کی گئی ہیں۔ مقدمہ میں سید احمد شہید کی اصلاحات اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے محاسن و مکارم بھی بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۲۷۰ھ میں مطبع فخر المطابع میں باہتمام نیاز احمد طبع ہوا۔ اوّل کی عبارت یہ ہے :-

"الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل لہٗ عوجاً۔ الخ

(۳) نظام الملۃ ودافع العلۃ۔ فارسی۔ ٹونک ہی میں اس رسالہ کا ایک نسخہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ تقریباً چار جزو کا رسالہ ہے۔ تقلید کے عدم وجوب سے اس رسالہ میں بحث کی گئی ہے۔

اولہٗ۔ الحمد للہ الذی ھدانا سواء الطریق وانزل الینا۔ الخ

(۴) اقامت سنت باماتت بدعت۔ فارسی۔ یہ رسالہ آپ نے مولانا خلیل الرحمٰن یوسفی رامپوری ٹونکی گلشن آبادی پسر ملا عرفان رامپوری صاحب دوارد و مدرار کے رسالہ "رسم الخیرات" فارسی کی تردید میں لکھا ہے۔ مولانا خلیل الرحمٰن اور مولانا حیدر علی کے درمیان اکثر مباحثے رہا کرتے تھے۔ اس لئے کہ مولانا حیدر علی عامل بالحدیث تھے۔ اور مولانا خلیل الرحمٰن ولایتی، سخت مقلد۔ مولانا خلیل الرحمٰن نے "رسم الخیرات" کے نام سے ایک رسالہ عربی میں لکھا تھا، جس میں ایامِ مخصوصہ میں فاتحہ وایصالِ ثواب کے بدعت ہونے کی تردید کی تھی، اس رسالہ رسم الخیر کا پھر فارسی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام "رسم الخیرات" رکھا۔ مولانا حیدر علی صاحب نے "اقامتِ سنت باماتت بدعت" میں اسی رسالہ کی تردید کی ہے۔ اور تردید بھی لفظ بلفظ۔ "قولہ" کے ذریعہ "رسم الخیرات" کی عبارتیں نقل کی گئی ہے اور "اقول" کے ذریعہ اس کی تردید کی ہے۔ اس رسالہ کا صرف ایک نسخہ اب تک علم میں آسکا ہے جو کتب خانہ ٹونک کے قلمی شعبہ میں محفوظ ہے۔ یہ رسالہ اسّی اوراق پر مشتمل ہے۔ تقطیع قدرے کلاں۔ کاتب نے اگرچہ اپنا نام وتاریخِ کتابت نہیں لکھی لیکن مولانا صاحب کی زندگی کا لکھا ہوا نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ سنہ ۱۲۶۲ھ میں آپ نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔ اُس زمانہ میں مولانا خلیل الرحمٰن اسی آپس کی شکررنجی اور بحث ومباحثہ کی بنا پر ٹونک چھوڑ کر جاچکے تھے اور گلشن آباد جاورہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ رسالہ ہذا کے دیباچہ میں سید احمد شہیدؒ

کی اصلاحات و اجازتوں کا بھی بالتفصیل ذکر ہے۔

رسالہ ہٰذا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا اس رسالہ کی تصنیف سے پہلے ایک اور رسالہ تصنیف فرما چکے تھے۔ جس میں آپ نے رسالہ رسم الخیرات کے مطالب کی تردید کی ہے۔ یہ رسالہ اب تک نظر سے نہیں گذرا۔ "اقامت سنت" کے خاتمہ میں مولانا نے یہ تمام تفصیلات لکھی ہیں۔ اس رسالہ کے آخر میں بارہ اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ گئی ہے جس کے آخری چند اشعار یہ ہیں، ان میں بھی مولانا نے اس طرف اشارہ کیا ہے:-

فتویٰ مذکور بالنقل صحیح — ہست در تالیفِ اوّل بالتمام
یک ہزار و دو صد و شصت و چہار — شد سنین ہجرتِ خیر الانام
بعد تالیفِ نخستین این دوم — زاختتامش گشت مفعوض الختام
سال تاریخش چو پرسیدم ز دل — گفت سائش "رفع شر بارسم عام"
گر تو میخواہی نجاتِ آخرت — جملہ بدعتہائی گذاری والسّلام

رسالہ "اقامتِ سنت" کی ابتدائی عبارت یہ ہے:-

" الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ .... اما بعد میگوید فقیر الی اللہ الغنی محمد حیدر علی حفظہ اللہ تعالیٰ بلطفہ الخفی والجلی " الخ

(۵) رسالہ در رسومِ موتیٰ۔ فارسی۔ اس رسالہ کے تین قلمی نسخے کتب خانۂ ٹونک کے شعبۂ قلمی میں محفوظ ہیں۔ یہ رسالہ بھی دراصل مولانا خلیل الرحمٰن کے رسائل کی تردید میں لکھا گیا ہے۔ صراحۃً تو اس کا ذکر نہیں ہے البتہ درمیان عبارت میں کنایۃً جگہ جگہ ذکر ہے۔ یہ مختصر رسالہ تقریباً دو جزو پر مشتمل ہے۔ اول کی عبارت یہ ہے:-

" الحمد للہ الذی ہدانا للایمان وحبب الینا وزین فی قلوبنا الاعتصام بالکتاب والسنۃ نبی آخر الزمان " الخ

(۶) کتب خانۂ ٹونک کے شعبۂ قلمی میں "مجلس مسائل" کے نام سے ایک مجموعہ ہے جو تقطیع قلمی میں ہے ۲۰۰ صفحات ہے۔ اس مجموعہ میں شاہ عبد العزیز صاحب، مولانا حیدر علی صاحب اور دیگر علماء کے فتاویٰ و رسائل جمع کئے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ مختلف الخط ہے اکثر حصہ حافظ عزیز الرحمٰن ٹونکی کاتب کے قلم کا ہے۔ بعض حصہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ بعض مسائل کے جوابات اکثر میں لیکن جواب دینے والے حضرات کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ مجموعہ ۱۲۸۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس مجموعہ میں

مولانا حیدر علی صاحب کے جو رسائل و مسائل نقل کئے گئے ہیں، ذیل میں اُن کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں :-

(۱) بسلسلہ شرکت اعیادِ ہنود، مولوی تراب علی صاحب کا ایک فتویٰ اس مجموعہ میں شامل ہے، اس کے ذیل میں مولانا حیدر علی صاحب کی تائیدات و تحقیقات ہیں جو تین چار ورق پر مشتمل ہیں۔ اس تحریر کی پیشانی پر یہ عبارت درج ہے :-

"جواب سوم از استفتائی اوّل بتفصیل وارد نیز ردِ قول بعض مجوزین کہ قائل جواز در میلہ ہائی ہنود ذمی و مشرکین حربی شدہ اند و چند دلائلِ نقلی و عقلی بے محل برائے اثبات مدعائی خود آوردہ اند"

اس کے بعد اصل مضمون اس طرح شروع ہوتا ہے :-

"اوّل اینقدر باید دانست کہ تشبہ کردن با کفار ممنوع و حرام است"

آخری عبارت یہ ہے : "ھکذا افاد مولانا و مخدومنا حضرت محمد حیدر علی"

(۲) فتویٰ دو ورقی بسلسلہ جواز بیع انسان۔ اس فتویٰ پر نواب محمد علی خان والیٔ ٹونک کے قلم سے یہ عبارت درج ہے :-

"تحقیق جواز بیع انسان از مولانا محمد حیدر علی محمد آبادی معروف بہ ٹونک"

آخر میں کاتب نے یہ عبارت لکھی ہے :-

"و این نقل است از اصل قرطاس کہ جناب مولانا و مخدومنا محقق فروع و اصول مدقق منقول و معقول مظہر خفی و جلی حضرت مولانا محمد حیدر علی طاب اللہ .... کہ از دست مبارک خود نوشتہ و مہر کردہ بودند، نوشتہ شد کہ سند باشد"

(۳) تحقیقات و جوابات در کشف حال چند استفتائی و فتویٰ در جواب فاضل فلسفی معروف بہ مولوی فضل حق خیرآبادی بابت تکفیر مولانا اسمٰعیل شہید۔

مولانا حیدر علی صاحب چونکہ سید احمد شہیدؒ کے مرید اور خلیفہ تھے اس لئے مولوی فضل حق خیرآبادی نے جب سید اسمٰعیل شہید کی تصانیف پر اعتراضات کئے تو مولانا حیدر علی صاحب نے اُن کی تردید فرمائی ہے۔ حافظ احمد علی خان شوق، "تذکرہ کاملان رامپور" میں، اس سلسلہ میں لکھتے ہیں :-

"مولوی فضلِ حق خیرآبادی سے امکان نظیر میں مباحثہ بھی رہا۔ نواب صدیق حسن خاں مؤلف ابجد العلوم لکھتے ہیں کہ اس مباحثہ میں دونوں کی تحریریں بہ نظرِ انصاف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی حیدر علی

پائے جاتے ہیں"

اس سلسلہ میں ابجد العلوم کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"والحق ان الحق فی تلک المباحثات بید السید لا بید الشیخ کما یظہر من الرجوع الی کتبھما عند نظر الانصاف"

اس مجموعہ میں یہ حصہ ان ہی مباحثات پر مشتمل ہے۔ تقریباً ۳۰ صفحات پر یہ حصہ مشتمل ہے اور اُن جوابات و تردیدات پر مشتمل ہے جو اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے لکھے گئے۔

(۴) تکملہ تحقیق المقال فی معنی حدیث لا تشد الرحال" تقریباً تیس صفحات پر یہ رسالہ مشتمل ہے ——

اول کی عبارت یہ ہے:۔

"بر ناظرین کتب سیر و احادیث مخفی نیست کہ بجملہ مقاصد بعثت ۔ الخ

رسالہ مذکورہ کے اختتام پر کاتب نے یہ عبارت لکھی ہے:۔

"تمت ہٰذہ الرسالۃ الشریفۃ والنسخۃ العجیبۃ من تصنیفات جامع علوم الفروع والاصول والمنقول والمعقول حضرت مولانا محمد حیدر علی غفر لہ الرحیم الولی، ۱۲۷۸ھ ہجری نبوی صلعم زیور اختتام در بر پوشید"

کاتب غالباً حافظ عزیز الرحمٰن ٹونکی ہیں۔

(۵) رسالہ در سماع اموات ۔ کوئی مستقل رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ چند صفحات میں موصوف کی تقریر کا خلاصہ لکھا گیا ہے۔ اس حصہ کے کاتب مولوی عبدالرحمٰن صاحب ہیں۔

اردو ادب کے مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہوئے
مشہور و معتبر ناقدین کے بہترین مضامین کا ایک انتخاب

فن اور تنقید

مرتب: انور کمال حسینی

"فن اور تنقید" اپنے ناقدین اور ان کی تخلیقات کے اعتبار سے ایک نادر انتخاب ہے۔
جس کا مطالعہ اردو دان طبقہ کے لئے ازحد ضروری ہے۔ • قیمت نو روپے ۹/-
ملنے کا پتہ: مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶